سوال

(344) کیا میلاد اللہ نے بھی منایا ہے ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(الف) کیا میلاد خود اللہ تعالیٰ نے منایا ہے؟ بریلوی مولوی حضرات کہتے ہیں کہ قرآن حکیم میں ہے کہ یحییٰ علیہ السلام کے یوم ولادت کے بارے میں اللہ جل مجدہ کا سورہ مریم میں ارشاد ہے : ''ان پر سلام ہو جس دن وہ پیدا ہوئے ۔ ''

(ب) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الحاوی للفتاویٰ'' میں ایک باب ''حسن المقصد فی عمل المولد'' کے نام سے رقم کیا ہے ۔ جس میں انہوں نے اس بات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا میلاد منایا ۔ اس لحاظ سے یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت کے حوالے میں فرماتے ہیں کہ مدنی دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکرے ذبح کر کے فقراء ومساکین کو کھلائے ۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عقیقہ کیا تھا ۔ امام صاحب خود فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ ان کے دادا عبد المطلب کر چکے تھے ۔ اور عقیقہ دوسری مرتبہ نہیں تھا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صرف اسی خوشی میں کام کیا کہ اللہ نے مجھے رحمۃ اللعالمین بنایا ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(الف) میلاد منانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعاً ثابت نہیں لہٰذا یہ بدعت ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

«من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فھورد» صحيح البخاري كتاب الصلح باب اذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود (٢٦٩٧) (بخاری)

یعنی ''جو دین میں نیا کام کرتا ہے وہ مردود ہے ۔ ''

سلام کا معنی میلاد منانا آج تک کسی موثوق بہ مفسر نے نہیں کیا ۔ یہ صرف اہل بدعت کی اختراعی ایجاد ہے مَا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ

(ب) علامہ سیوطی کا رسالہ بنام : ''حسن المقصد فی عمل المولد'' (الحاوي للفتاوي (١/٢٩٢) اس وقت میرے زیر نظر ہے ۔ اس کے ابتدائیہ میں صاف موصوف نے اس بات کو تسلیم کیا ہے ۔ کے میلاد کا عمل بدعت حسنہ ہے ۔ جب کہ امر واقعہ یہ ہے کہ شریعت میں بدعت حسنہ کا کوئی وجود ہی نہیں ۔ ثابت شدہ روایات میں ہے «کل بدعة ضلالة» (الرقم المسلسل 90) یعنی ''ہر بدعت گمراہی ہے ۔ ''

اوراس کا موجد صاحب اربل الملک المظفر ابو سعید کوکبریٰ بن زین الدین بن علی کو قرار دیا ہے۔ جو ساتویں صدی ہجری کا بادشاہ تھا۔ اس میں مصنف نے بذات خود اس بات کو مان لیا ہے۔ کہ عمل ہذا متاخر زمانہ کی پیداوار ہے۔ جو کسی صورت بھی امت مسلمہ کے لئے قابل حجت نہیں۔ پھر انہوں نے علامہ فاکہانی مالکی کا رسالہ ''المولد فی الکلام علی عمل المولد' کو نقل کر کے اپنی صوابدید کے مطابق حرف بحرف اس کا جواب دیا ہے۔ اس ضمن میں موصوف نے پوری سعی کی ہے کہ عمل ہذا شریعت سے ثابت کیا جائے۔ زیادہ تر دو دلیلوں پر انہوں نے زور دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوموار کے دن روزہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا:

«ذلک یوم ولدت فیہ» صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام (٢٧٤٧)

اور دوسری روایت بحوالہ بیہقی انس سے مروی ہے:

«ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عق عن نفسہ بعد النبوۃ» ضعفہ ابن حجر مختصر زوائد مسند البزار (1/501) لابن حجر وقال: انفرد بہ عبداللہ بن محرر وہو ضعیف جدا وفی التقریب (٣٥٩٨) مشکل الاخبار (٦/٤٣٥) (٤٥٢٨)

صحیح مسلم کی روایت میں سوموار کے دن ولادت باسعادت کے ساتھ بعثت اور نزول کتاب کا بھی ذکر ہے۔ (52-8/51)

سوموار کے روز کا نفلی روزہ بطور تشکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے۔ ہمیں بھی اسی انداز پر اقتدائی پہلو اختیار کرنا چاہیے۔ لیکن یار لوگوں نے اتباع کے بجائے ابتداع کو ترجیح دی۔ سال کے عشرات سوموار وں کو بھلا کر من مانی خوشی کے لئے انتخاب صرف 12 ربیع الاول کا کر لیا جس کا ادنیٰ اشارہ بھی اس حدیث میں موجود نہیں اور مصنف کی دوسری دلیل کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد از نبوت اپنا عقیقہ کیا ہے۔ اس پر یہ کہنا کہ عقیقہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے کر دیا تھا۔ آپ نے جو کچھ کیا ہے۔ دراصل اپنی رحمۃ اللعالمین بننے کی خوشی میں کیا پر کیا ہے۔ یہ بھی محض دعویٰ بلا دلیل ہے۔

اولاً ضروری ہے کہ اس حدیث کی اسنادی حیثیت کو پرکھا جائے کیونکہ فرع کی بناء اصل پر ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے:

''اثبت العرش ثم النقش''

یعنی ''پہلے تخت ثابت ہو کر پھر نقش ونگار کرنا۔''

اس حدیث کے بارے میں علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ ''شرح المہذب'' میں فرماتے ہیں۔:

''ہذا حدیث باطل'' (یعنی یہ حدیث باطل ہے)

اور بیہقی نے کہا منکر ہے۔ اس میں عبداللہ بن محرر راوی ہے۔ وہ سخت ضعیف ہے۔ ملاحظہ ہو: (التلخیص الجبیر 4/147) (لہذا روایت ہذا سے کسی قسم کا استدلال لینا قطعاً درست نہیں۔)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے مناسب نہیں تھا۔ کہ بلا تحقیق صحت روایت ہذا سے استدلال کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ حاطب اللیل ہیں یعنی وطب ریابس کے جامع ہیں۔ لہذا ایک محقق مستدل کے لئے ضروری ہے کہ پہلے بیان کردہ ان کی مرویات کو معیار محدثین پر پرکھے پھر استدلال کا سوچے ورنہ ڈر ہے کہ کہیں «من کذب علی» کے زمرہ میں شامل نہ ہو جائے۔

نیز اہل اسلام کا اجماعی مسئلہ ہے۔ کہ دین اسلام میں دو عیدوں کا تصور ہے تیسری کا کوئی وجود نہیں۔

احادیث کی کتابوں کو اٹھا کر دیکھیں تراجم وابواب محدثین میں صرف دو عیدیں نظر آئیں گی۔ آج کے دور میں تیسری عید میلاد کا اضافہ صرف اہل بدعت کا کارنامہ ہے۔ اللہ کے دین سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ پھر ستم ظریفی یہ کہ اس کو بطور تصور اسلام کے سکولوں کی کتابوں میں رائج کردیا گیا ہے۔ مسلمانوں کی پست حالت پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔ حقیقت حال یہ ہے :

یَعلَمونَ ظـٰهِرًا مِنَ الحَيو‌ٰةِ الدُّنيا وَهُم عَنِ الءاخِرَ‌ةِ هُم غـٰفِلونَ ٧ ... سورة الروم

دنیاوی اعتبار سے بہت سمجھدار لیکن دینی اوراخروی امور میں معاملہ فہمی سے عاری :

أَفَلا يَتَدَبَّرونَ القُرءانَ أَم عَلىٰ قُلوبٍ أَقفالُها ٢٤ ... سورة محمد

بھلا یہ لوگ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے یا (ان کے) دلوں پر قفل لگ رہے ہیں۔ ''

اہل بدعت نے اسلام کے نام پر اپنی تحریروں اور تقریروں میں تحریفات کے وہ گل کھلائے ہیں۔ جنھیں دیکھ کر آج یہود ونصاریٰ بھی شرمسار ہیں۔ کہ کیا واقعی یہی لوگ ہمیں تحریفات میں موردالزام ٹھہراتے تھے۔ اللہ رب العزت جملہ مسلمانوں کو صائب فکر کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین!

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص624

محدث فتویٰ